

۸ ربیع الاوّل ۱۴۴۶ھ

13 ستمبر 2024ء

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا

طرزِ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(پہلا حصہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account

Jamia Nizamia Rizvia Like our Page

Jamia Nizamia Rizvia Like our Page

Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

فَاِنۡ اٰمَنُوۡا بِمِثۡلِ مَاۤ اٰمَنۡتُمۡ بِہٖ فَقَدِ اہۡتَدَوۡا ۚ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا ہُمۡ فِیۡ شِقَاقٍ ۚ فَسَیَکۡفِیۡکَہُمُ اللّٰہُ ۚ وَہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۔ [البقرۃ2:137]

مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی مَحبّت جانِ ایمان ہے... عشقِ رسول ﷺ جتنا زیادہ ہو ایمان اُتنا ہی کامل ہوتا ہے... اور خدانخواستہ اُلفتِ حبیب ﷺ میں کمی ہو تو ایمان میں ترقّی کا تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ جو کام سلیقے سے کیا جائے اُس کے فوائد جلد حاصل ہوتے ہیں اور دیرپا ہوتے ہیں، وہ تھوڑا بھی بہت ہوتا ہے... لیکن کام کا ڈھنگ نہ ہو تو زیادہ بھی کم ہوتا ہے اور کئی مرتبہ محنت بے کار ہو جاتی ہے۔

جانِ عالَم ﷺ سے پیار بھی سلیقے اور ڈھنگ کے ساتھ ہونا چاہیے... دل میں اُلفتِ رسول ﷺ کا دریا مَوج زن ہونا چاہیے، مگر ایسے کہ ربِّ کریم جلّ جلالہٗ بھی قبول فرمالے اور محبوبِ مکرّم ﷺ بھی نگاہِ کرم فرمادیں۔

سوال پیدا ہوا کہ محبتِ رسول ﷺ کا صحیح انداز کس سے سیکھیں؟ کس قرینے سے پریت نبھائیں کہ بارگاہِ الٰہی اور دربارِ مصطفوی میں قبول ہو جائے؟ جواب یہ ہے کہ کائنات میں سب سے زیادہ سچے اور سب سے بڑھ کر سُچے عاشقانِ رسول ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہیں... یہ اعزاز اُنھیں ہی حاصل ہے کہ اُن کی اِطاعت و مَحبّت کو ربّ تعالیٰ نے قبولیت سے نواز کر اُن جیسا ایمان لانے کا حکم فرمایا ہے اور محبوبِ اکرم ﷺ نے متعدد مرتبہ اُن کی عقیدت و جاں نثاری کی تعریف فرمائی ہے۔ چنانچہ قیامت تک جو شخص بھی محبتِ رسول ﷺ کا سلیقہ سیکھنا چاہے اُس کے لیے سب سے بڑھ کر آئیڈیل شخصیّات اور بہترین راہ نما صحابۂ کرام علیہم الرضوان ہیں۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی اپنے آقا کریم ﷺ کے ساتھ چاہت و وارفتگی کی داستانیں ایمان افروز بھی ہیں اور سبق آموز بھی۔ اگر آج خود کو عاشقِ رسول ﷺ کہنے والے اُن کی سیرتوں کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہو جائے گا کہ عشقِ رسول ﷺ سب سے بڑی سعادت و نعمت ہے، تاہم اِس کے تقاضے پورا کرنا اِتنا آسان نہیں جتنا ہم نے سمجھ لیا ہے۔

ماہِ میلاد "ربیع الاوّل" اپنے آقا کریم ﷺ کی اُلفت و چاہت کو چار چاند لگانے کا مہینہ ہے، سبھی مسلمان عیدِ میلاد النبی ﷺ کی مناسبت سے مختلف طریقوں کے ساتھ اِظہارِ محبت کرتے ہیں؛ لہٰذا اِس ماہِ پُرنور میں مَحبّت کو عروج تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

چنانچہ آئندہ چند خطباتِ جمعہ میں کوشش کی جائے گی کہ محبتِ رسولِ کریم ﷺ سے متعلق صحابۂ ذی شان علیہم الرضوان کی سیرتوں سے حاصل شدہ کچھ اُصولوں کا ذکر کیا جائے؛ تاکہ ہم اُنھیں اپنی زندگی کا حصہ بنا کر اپنی چاہت کو بہترین طریقے سے ترقّی دے سکیں... اور کاش کہ وہ ربِّ کریم جلّ جلالہٗ اور رسولِ رحیم ﷺ کی بارگاہوں میں قبول ہو جائے۔

محبت کا تقاضا... تعظیمِ رسولِ کریم ﷺ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک سیرتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سچے عاشقِ رسول ﷺ کو تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ کا پیکر ہونا چاہیے۔ اُنھوں نے نزولِ قرآنِ حکیم کا زمانہ پایا اور احکامِ الٰہیہ میں غور کرنے سے وہ اِس نتیجے تک پہنچے کہ رحمتِ عالم ﷺ کی بارگاہ ایسی نازک ہے جہاں معمولی بے ادبی، شوخی اور لاپرواہی دونوں جہان میں تباہی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کے برادرِ مکرّم خواجہ غلام فخر الدین سیالوی علیہما الرحمہ نے خوب کہا:

بابِ جبریل کے پہلو میں ذرا دھیرے سے
فخر کہتے ہوئے جبریل کو یوں پایا گیا

اپنی پلکوں سے درِ یار پہ دستک دینا
اُونچی آواز ہوئی عمر کا سرمایہ گیا [1]

فاتح و حاکمِ مصر سیدنا عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ربِّ کریم نے ہر طرح سے نوازا تھا۔ اہلِ عرب آپ کی عقل و دانائی اور زبان دانی کی مثالیں پیش کیا کرتے تھے۔ آپ کو بارگاہِ نبوی میں طویل وقت گزارنے اور خاص قُرب پانے کا شرف ملا۔ آپ نے اپنے وصالِ پُر انوار کے قریب اپنے شہزادے کو وصیت فرمائی، جس کے ابتدائی جملے قیامت تک مسلمانوں کو محبت کا سلیقہ سکھاتے رہیں گے، فرمایا:

- وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَلَا أَجَلَّ فِيْ عَيْنِيْ مِنْهُ۔ یعنی عہدِ نبوی میں میری کیفیت یہ تھی کہ دل میں سرورِ عالم ﷺ کا پیار ہر چیز کی چاہت سے بڑھ کر تھا اور نگاہ میں جانِ کائنات ﷺ کی تعظیم و تکریم جہان بھر سے زیادہ تھی۔
- وَمَا كُنْتُ أُطِيْقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلَالًا لَّهُ۔ یعنی (بہت قریب بیٹھنے کے باوجود) تعظیمِ مصطفیٰ کریم ﷺ کی وجہ سے میرے اندر یہ ہمّت نہیں تھی کہ آنکھ بھر کر آپ ﷺ کا رُخِ زیبا دیکھ سکوں۔
- وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ؛ لِأَنِّيْ لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ۔ اگر مجھ سے امام الانبیا ﷺ کے سراپا اقدس اور حُسن و جمال کے بارے میں پوچھا جائے تو مَیں (اُس کی تفصیل) بیان نہیں کر سکوں گا؛ کیونکہ مَیں نے کبھی نگاہ بھر کر (اور ٹکٹکی باندھ کے) دیکھا ہی نہیں ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 121)

انسان جس کے قریب رہے اُس سے بے تکلّفی ہو جاتی ہے، یہ صحابہ کا ہی کمال ہے کہ قریب بھی رہے اور ادب میں بھی کمی نہیں آئی۔

---

[1] قدمَین شریفَین کی جانب "بابِ جبریل" کے پاس حضرت جبریلِ امین علیہ السلام غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کو آدابِ بارگاہ سکھاتے ہوئے آہستہ سے کہہ رہے تھے: محبوبِ خدا ﷺ کے درِ دولت پر تعظیم کے پیشِ نظر اپنی پلکوں سے دستک دینا؛ کہیں آواز بلند ہو جانے کی وجہ سے عمر بھر کے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔

تعظیم سے لبریز ذکر: جب کبھی امام الانبیا ﷺ کا ذکرِ خیر کرنے یا سننے کی سعادت ملے... نامِ نامی زبان پر آئے یا اُس کی آواز کانوں تک پہنچے... نعت خوانی ہو، استغاثہ ہو یا دُرود و سلام ہو... درسِ حدیث ہو یا وعظِ سیرت... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تربیت فرمائی ہے کہ مسلمان کو سراپا ادب بن جانا چاہیے... بہترین الفاظ کا چناؤ کیا جائے اور تعظیم بھرے لہجے و انداز میں تذکرہ ہو۔

سیدتنا اُمِّ عَطِیّہ نُسیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے متعلق صحیح بخاری شریف میں مذکور ہے: وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُهُ إِلَّا قَالَتْ بِأَبِي.[1] یعنی وہ جب بھی سرورِ عالم ﷺ کا نامِ نامی ذکر کرتیں تو ساتھ کہتیں: میرے ماں باپ حضور پر قربان! (حدیث:324)

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا قُثَم[2] بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: أَنْتَ أَكْبَرُ أَمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ یعنی عمر میں آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ اُنھوں نے بہت حسین جواب دیا: رَسُولُ اللهِ ﷺ أَكْبَرُ مِنِّي وَأَنَا أَقْدَمُ مِنْهُ فِي الْمِيلَادِ. بڑے تو آقا کریم ﷺ ہی ہیں، تاہم میری پیدائش پہلے ہوئی تھی۔[3] (جامع ترمذی، حدیث:3619)

تکریمِ حدیث: محبتِ رسولِ کریم ﷺ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ حدیثِ نبوی کی خوب تعظیم کی جائے... سرورِ عالم ﷺ کی طرف کوئی بات منسوب کرنے سے پہلے مکمل تحقیق کی جائے... حدیثِ مبارک کو بیان کرتے اور سنتے ہوئے ادب پیشِ نظر رکھا جائے... نیز احادیثِ کریمہ کو ضعیف کہہ کر ردّ کرنے کی عادت نہ ڈالی جائے؛ کیونکہ اُصولوں کے تحت حدیثِ ضعیف پر بھی عمل کیا جاتا ہے۔

صحابہ کا کتنا حسین انداز کتابوں میں مذکور ہے: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَهُ لَا يَذْكُرُونَهُ إِلَّا خَشَعُوا وَاقْشَعَرَّتْ جُلُودُهُمْ وَبَكَوْا. وصالِ نبوی کے بعد صحابۂ ذی شان جب حضور کا ذکرِ خیر کرتے تو اُن پر ہیبت و خُشوع طاری ہو جاتا، جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، بابِ ثانی، فصل: علاماتِ محبت، ج:2، ص:26)

سیدنا بَراء بن عازب رضی اللہ عنہما قربانی کے جانوروں سے متعلق ایک ارشادِ نبوی بیان کرتے جس میں چار کا عدد آتا ہے، سنت پر عمل کرنے کی خاطر عدد بیان کرنے کے لیے چار اُنگلیوں سے اشارہ بھی کرتے، مگر تعظیم و ادب کا ایسا پاس تھا کہ ساتھ ہی ارشاد فرماتے: وَأَصَابِعِي أَقْصَرُ مِنْ أَصَابِعِهِ وَأَنَامِلِي أَقْصَرُ مِنْ أَنَامِلِهِ. میری اُنگلیاں سرکارِ دو عالم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے چھوٹی ہیں اور میرے پورے بھی نبیِ کریم ﷺ کے پوروں کے برابر نہیں ہیں۔ (سنن ابو داؤد، حدیث:2802۔ سنن ابن ماجہ، حدیث:3144)

کیسی شان دار تربیت ہے کہ حدیث بیان کرتے اور سنتے ہوئے ایک ایک لفظ سے تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو آنی چاہیے۔

---

[1] عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِأَبِي وَأُمِّي... (المسند للإمام أحمد، رقم الحديث:20793)

[2] والمشهور فتح أوّله، وقيل بالضم. (الإصابة في تمييز الصحابة، ج:5، ص:310)

[3] یہی سوال آپ ﷺ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے کیا گیا تو اُنھوں نے فرمایا: «هُوَ أَكْبَرُ مِنِّي وَأَنَا وُلِدْتُ قَبْلَهُ.» (المستدرک، حدیث:5398)

حضرت اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب ہم امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کرتے کہ ہمیں احادیثِ نبویہ سنایئے! تو آپ (نہایت پختہ حافظہ کے حامل اور حد درجہ قُرب یافتہ ہونے کے باوجود اُمّت کی تربیت کے لیے) فرماتے: أَخَافُ أَنْ أَزِيْدَ حَرْفًا أَوْ أَنْقُصَ، إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَهُوَ فِي النَّارِ۔ ڈرتا ہوں کہ مجھ سے کسی لفظ کی کمی بیشی نہ ہو جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو میری طرف (قصداً) جھوٹ کی نسبت کرے وہ (اپنی سزا پوری ہونے تک) جہنمی ہے۔" (مسند احمد، حدیث:326)

باادب دُرودِ پاک: قرآنِ حکیم نے تمام مسلمانوں کو سرورِ عالَم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں دُرود و سلام عرض کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور بلاشبہ یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ اِس حوالے سے صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے حسین تربیت فرمائی ہے کہ اُمّتی کو یہ سمجھ کر دُرود و سلام عرض کرنا چاہیے کہ بارگاہِ عالی میں میرا دُرود بھی پیش ہو رہا ہے اور میرا انداز بھی آقا کریم ﷺ سے پوشیدہ نہیں ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَأَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ؛ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّ[1] ذٰلِكَ[2] يُعْرَضُ عَلَيْهِ۔ یعنی جب رسول اللہ ﷺ پر دُرود (و سلام) پیش کرنے لگو تو خوب اچھے طریقے سے عرض کیا کرو؛ تمہیں معلوم نہیں، تمہارا دُرود اور تمہارا انداز بارگاہِ عالی میں پیش کیا جاتا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ دُرودِ پاک کے بہت جامع الفاظ تعلیم فرماتے۔ (سننِ ابن ماجہ، حدیث:906)

باادب حاضری: محبت کی چاشنی پانے والے ہر اُمّتی کی آرزو ہوتی ہے کہ وہ مدینہ منوّرہ میں حاضر ہو کر فخرِ عالَم ﷺ کی بارگاہ میں دست بستہ سلام عرض کرے، مگر ہمارے دَور میں زیادہ تَر لوگ حاضری سے پہلے آداب نہیں سیکھتے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے تربیت فرمائی کہ زائرِ بارگاہ کو حاضری سے پہلے آداب سیکھنے چاہییں؛ تاکہ بے ادبی کی وجہ سے سب کچھ برباد نہ کر بیٹھے۔

روایت میں ہے: وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا قَدِمَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الْوُفُوْدُ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ مَنْ يُعَلِّمُهُمْ كَيْفَ يُسَلِّمُوْنَ، وَيَأْمُرُهُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ۔ یعنی سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب باہر سے کوئی وفد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ اُن کی طرف کسی شخص کو بھیجتے جو اُن کی تربیت کرتا کہ بارگاہِ اقدس میں سلام کیسے عرض کرنا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ اُنھیں حکم دیتے کہ آقا کریم ﷺ کے سامنے اطمینان و وقار کے ساتھ حاضر ہوں۔

(اِرشاد العقل السلیم إلی مزایا الکتاب الکریم [تفسیر ابو السعود]، روح المعانی، غرائب القرآن و رغائب الفرقان للنیسابوری، تحت الحُجُرٰت:2)

تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ محبتِ رسول ﷺ کا حقیقی لُطف پانے کے لیے بارگاہِ رسالت کا خوب ادب کرنا لازم ہے۔

---

[1] الترجي في قبولية الصَّلَاة (لا في عرضها عليه)۔ (إنجاح الحاجة للمجددي، تحت الحديث)

[2] لعل ذلك: المذكور من الصلاة عليه بالصيغة الفاذّة الجامعة أو لعل إحسانكم الصلاة عليه۔ (شرح سنن ابن ماجه للهرري:109/6)

محبت کا تقاضا... تذکرۂ حُسن وجمالِ مصطفیٰ کریم ﷺ

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک سیرتوں سے یہ تربیت بھی ملتی ہے کہ سچے عاشقانِ رسول ﷺ کو کثرت کے ساتھ آپ ﷺ کے حُسن وجمال کا تذکرہ کرنا چاہیے۔ اُنھوں نے اپنی آنکھوں سے جلوۂ یار دیکھا تھا اور دل وجان سے فدا ہوئے تھے، پھر جب وہ جلوہ نگاہوں سے اُوجھل ہوا تو وہ محبوبِ مکرّم ﷺ کے حسین چہرے اور نورانی زلفوں کا تذکرہ کرکے اپنا ذوقِ محبت دوبالا کرتے رہتے تھے۔ یوں وہ اُمّت کو سبق دے رہے تھے کہ تم ہماری طرح رُخِ انور کی رعنائیوں اور زُلف ورُخسار کی زیبائیوں کا مشاہدہ تو نہیں کرسکتے، تاہم تمھیں چاہیے کہ اپنے آقا کریم ﷺ کے حُسنِ بے مثال کا تذکرہ کرتے رہو؛ تاکہ محبت کی چاشنی میں اِضافہ ہوتا رہے۔

اُمّ المؤمنین سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر "ابوہالہ نَبّاش" سے ایک بیٹے سیدنا "ہند" رضی اللہ عنہ ہیں، اُن کے بارے میں سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: سَأَلْتُ خَالِيْ هِنْدَ بْنَ أَبِيْ هَالَةَ التَّمِيْمِيَّ وَكَانَ وَصَّافًا عَنْ حِلْيَةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ۔ مَیں نے اپنے ماموں حضرت ہِند سے رسول اللہ ﷺ کے سراپا اقدس (صورتِ مبارکہ اور رنگ ورُوپ وغیرہ) کے بارے میں پوچھا اور وہ جانِ عالم ﷺ کا حُسن وجمال بہت خوب بیان کرتے تھے۔ (المستدرک علی الصحیحین، حدیث:6700)

تعجب خیز بات یہ ہے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے چہرۂ مبارک میں سرورِ عالم ﷺ کے حُسنِ بے مثال کی جھلک تھی، اِس کے باوجود اُنھوں نے حضرت ہند رضی اللہ عنہ سے نانا جان ﷺ کی صورتِ مبارکہ، رنگ ورُوپ، قد وقامت اور زُلف ورُخسار کے بارے میں پوچھا، یہ تربیت تھی کہ اُمّت کو حُسنِ مصطفیٰ کریم ﷺ کا تذکرہ کس قدر کرنا چاہیے!

سیدنا ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ جب کسی دیہاتی یا ایسے شخص کو دیکھتے جسے جانِ جاناں ﷺ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی تھی تو فرماتے: أَلَا أَصِفُ لَكُمُ النَّبِيَّ ﷺ؟ مَیں تمھیں نبیِ کریم ﷺ کا سراپا نہ بتاؤں؟ پھر آپ نبیِ کریم ﷺ کے کچھ اوصاف کا تذکرہ کرکے ارشاد فرماتے: فِدًى لَّهٗ أَبِيْ وَأُمِّيْ! مَا رَأَيْتُ مِثْلَهٗ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قُربان! مَیں نے نہ آپ سے پہلے کوئی آپ جیسا دیکھا، نہ آپ کے بعد کسی کو آپ جیسا پایا۔[1] سیدنا ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ کی ترجمانی کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

تِرا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں تِرا محرَمِ راز ہے رُوحِ اَمیں
تُو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا! تِرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

---

[1] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ إِذَا رَأٰى أَحَدًا مِنَ الْأَعْرَابِ أَوْ أَحَدًا لَمْ يَرَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَلَا أَصِفُ لَكُمُ النَّبِيَّ ﷺ؟ كَانَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ هَدِبَ الْعَيْنَيْنِ أَبْيَضَ الْكَشْحَيْنِ، يُقْبِلُ مَعًا وَيُدْبِرُ مَعًا، فِدًى لَّهٗ أَبِيْ وَأُمِّيْ مَا رَأَيْتُ مِثْلَهٗ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ۔
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر صفة خلق رسول الله ﷺ، ج:1، ص:318، دار الکتب العلمیة)

حضرت سعید بن اِیاس جُرَیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مَیں سیدنا ابو طُفَیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا، وہ فرمانے لگے: مَا بَقِيَ أَحَدٌ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ غَيْرِي۔ محبوبِ خدا ﷺ کی زیارت کرنے والوں میں سے اب صرف مَیں ہی باقی ہوں، باقی سب وصال فرما گئے ہیں۔ جُریری رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سنتے ہی خوشی سے جھوم اُٹھے اور کہنے لگے: وَرَأَيْتَهُ؟ آپ نے سیدِ عالم ﷺ کی زیارت کی ہے؟ اُنھوں نے فرمایا: جی ہاں! جریری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: كَيْفَ كَانَ صِفَتُهُ؟ نبیِ کریم ﷺ کا حُسن و جمال کیسا تھا؟ اُنھوں نے فرمایا: كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا مُقَصَّدًا۔ نبی کریم ﷺ کا رنگ مبارک گورا، گندم مائل تھا اور جسم مبارک درمیانہ تھا۔

(مسند احمد، حدیث: 23797۔ صحیح مسلم، حدیث: 2340)

جس سے تاریکیِ دل جگمگانے لگے
اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

صحابۂ کرام علیہم الرضوان ہر موقع پر حُسن و جمالِ مصطفیٰ کریم ﷺ کا تذکرہ کر کے بعد والوں کو یہ سکھانا چاہتے تھے کہ تم بھی قیامت تک اپنے آقا کریم ﷺ کے زُلف و رُخسار کا تذکرہ کر کے اپنی اُلفت و چاہت کو بڑھاتے رہنا۔ شاعر نے خوب کہا:

نَہ تَنہا عِشق اَز دیدار خیزَد
بَسا ایں دَولت اَز گُفتار خیزَد

(یعنی عشق ہمیشہ دیدار سے ہی نصیب نہیں ہوتا، کبھی پیارے کی باتوں کے ذریعے بھی دولتِ محبت نصیب ہو جاتی ہے)

تصوّرِ رسول ﷺ: صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے حُسنِ بے پایاں کو اپنے دل و دماغ میں بسا رکھا تھا اور جانِ عالم ﷺ کے نگاہوں سے اوجھل ہونے کے بعد وہ حُسنِ محبوب کا تذکرہ کرنے کے ساتھ ساتھ تصوّر کی آنکھ سے جمالِ یار کا بھی مشاہدہ کرتے رہتے تھے۔ اُن کے دلوں کی کیفیت کیا ہوتی تھی! اِس کا صحیح اِدراک تو اُنہیں ہی تھا، البتہ اُن کے الفاظ سے اُن کے حسین خیالات کا کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً:

⟸ حج یا عمرہ کے احرام سے پہلے اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگاتیں، کبھی یہ خوشبو رنگ دار ہوتی، اِس بات کا تذکرہ کر کے وہ فرماتیں: «كَأَنِّي أَنْظُرُ[1] إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔» گویا وہ منظر میرے سامنے ہے کہ احرام کی حالت ہے اور سیدِ عالم ﷺ کے سرِ انور کی مانگ میں خوشبو چمک رہی ہے۔[2] (صحیح بخاری، حدیث: 271)

⟸ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ سیدِ عالم ﷺ کی انگوٹھی مبارک میں مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ لکھا ہوا تھا۔ پھر فرمایا: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ۔ گویا سیدِ عالم ﷺ کے دستِ مبارک میں انگوٹھی کی چمک مجھے نظر آ رہی ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 65)

---

[1] إِنَّهَا لِشِدَّةِ اسْتِحْضَارِهَا لَهُ كَأَنَّهَا نَاظِرَةٌ إِلَيْهِ۔ (فتح الباری لابن حجر)

[2] احرام سے پہلے خوشبو لگانا سنت ہے، اگرچہ اُس کی مہک احرام کے بعد بھی آتی رہے، تاہم احرام کی پابندیاں شروع ہونے کے بعد خوشبو لگانا ممنوع ہے۔

⟸ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ ایک رات حبانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازِ عشا کے لیے تشریف لائے تو رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا، فرماتے ہیں: فَخَرَجَ نَبِيُّ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ الْآنَ، يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَّاضِعًا يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ۔ نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، گویا مَیں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے اپنا دستِ مبارک اپنے سرِ انور پر رکھا ہوا ہے اور آپ کے سرِ انور سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ پھر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنا ہاتھ رکھ کر وہ انداز دکھایا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 571)

⟸ سیدنا ابو جُحَیفہ رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کے موقع پر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے، اُنھوں نے نمازِ ظہر کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا منظر دیکھا، فرمایا کرتے: وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِ سَاقَيْهِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، گویا آپ کی مبارک پنڈلیوں کی چمک میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 3566)

صحیح بخاری کی یہ چند روایات بطورِ مثال ہیں، ورنہ اُن روایات کی تعداد بہت زیادہ ہے، جن میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسنِ اقدس نگاہوں کے سامنے ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔

اُنھوں نے جمالِ جہاں آرا کو دیکھ کر اپنے دل و دماغ میں نقش کیا تھا اور پھر اُس کے تصوُّر سے برکتیں حاصل کرتے تھے۔ ہمیں چاہیے کہ سُنّی علمائے کرام سے سیرتِ مبارکہ کے بارے میں سُنیں یا خود کوئی مستند کتاب پڑھیں،[1] اِن شاء اللہ محبت کی چاشنی میں بھی اِضافہ ہو گا... عمل کا جذبہ بھی بڑھے گا... اور بعید نہیں کہ تصوُّر کی برکت سے کبھی نگاہوں کی حسرت بھی پوری ہو جائے۔

حُسنِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ سے وہ کیفیت نصیب ہوتی ہے جس کا تذکرہ کرتے ہوئے شاعرِ مشرق اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام — میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

تجھی کو دیکھنا تیری ہی سننا تجھ میں گم ہونا
حقیقت، معرفت، اہلِ طریقت اِس کو کہتے ہیں

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصوُّر میں ترے رہنا عبادت اِس کو کہتے ہیں

ربِّ کائنات نے گزشتہ آسمانی کتابوں میں بھی حُسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ فرمایا تھا، جس کے ذریعے پچھلی اُمّتیں اپنا ذوقِ محبت دوبالا کرتی تھیں، اِس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہم اُمّتیوں کو کس قدر حُسنِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرنا چاہیے!

---

[1] سیرتِ مبارکہ پر ایک مختصر اور آسان کتاب کا نام "سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" (از علامہ محمد عبد المصطفیٰ اعظمی) ہے۔ https://www.dawateislami.net/bookslibrary/ur/seerat-e-mustafa

حرفِ آخر... جشنِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا حقیقی حُسن

رسول اللہ ﷺ کی اُلفت وچاہت وہ عظیم دَولت ہے جو ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی، ربِّ کریم یہ نعمت فقط اپنے چنے ہوئے بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ شاعر نے بہت خوب کہا:

دِہَدْ حَقْ عِشْقِ اَحْمَدْ بَنْدگانِ چِیْدَۂ خُودْ را
بَخَاصّاں شاہْ می بَخْشَدْ مَئے نُوشِیْدَۂ خُودرا

(نبی کریم ﷺ کا عشق اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کو ہی عطا فرماتا ہے، (بلا تشبیہ) بادشاہ اپنا جوٹھا صرف خاصوں کو ہی دیتا ہے)

انسان جب بھی کوئی سعادت حاصل کرنے لگتا ہے تو شیطان لعین اُسے محروم رکھنے کی کوشش کرتا ہے، کبھی اُس کارِ سعادت سے بہکا دیتا ہے اور کبھی ایسی سازش کرتا ہے کہ انسان وہ کام صحیح طریقے سے نہیں کر پاتا۔

محبتِ رسول ﷺ بلا شبہ بہت بڑی سعادت ہے، اوّلاً تو شیطان انسان کو اِس عظیم سرمایہ سے دُور رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور بہت مرتبہ ایسا دھوکا دیتا ہے کہ انسان محبت کے نام پر اُن کاموں میں مشغول ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کو پسند نہیں۔ اِس صورتِ حال میں ضرورت ہے کہ اُن لوگوں سے اُلفتِ رسولِ کریم ﷺ کا سلیقہ و قرینہ سیکھا جائے جن کی محبت کو ربّ تعالیٰ نے بھی قبول فرمایا ہے اور سرورِ عالَم ﷺ نے بھی اُن کی تعریف فرمائی ہے... اور وہ مقبولانِ بارگاہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ نے ارشاد فرمایا: فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۔ ”(اے صحابہ!) پھر اگر وہ بھی اُسی طرح ایمان لائیں جیسا تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پائیں گے۔“ [البقرۃ2:137]

بارگاہِ ربّ العزت میں ایمان بھی اُسی کا معتبر ہے جو صحابہ کی طرح ایمان لائے اور محبت بھی اُسی کی مقبول ہے جو اُس سلیقے کے ساتھ محبت کرے جیسے صحابہ نے کی ہے۔

سرکارِ دوعالَم ﷺ کے ماہِ ولادت ربیع الاوّل شریف میں مسلمانانِ عالم اپنے آقا کریم ﷺ سے اِظہارِ محبّت کرتے ہیں، چنانچہ اِس حسین موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ہمیں بھی جذبۂ اُلفت کو ترقّی دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اِسی مقصد کے پیشِ نظر آج کے خطبہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک سیرتوں سے حاصل شدہ محبت کے دو اہم اُصول ذکر کیے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آئندہ خطبات میں اِس حوالے سے مزید کچھ تقاضوں کا بھی تذکرہ ہو گا۔ آج کے خطبہ کے اہم نکات یہ ہیں:

1) عاشقِ رسول ﷺ کو تعظیمِ مصطفیٰ کریم ﷺ کا پیکر ہونا چاہیے۔

i. آپ ﷺ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے بہترین الفاظ کا چناؤ کرے اور انداز بھی ادب سے معمور ہو۔

ii. احادیثِ نبویّہ کا خوب احترام کرے، بغیر تحقیق کوئی بھی بات ہرگز آپ ﷺ کی طرف منسوب نہ کرے، نیز احادیث کو

ضعیف کہہ کر ردّ کرنے کے بجائے محدثین کے ذکر کردہ اُصولوں کے مطابق اُن پر عمل کرے۔

iii. عمدہ الفاظ اور بہترین انداز سے دُرود و سلام پیش کرے اور یہ سمجھے کہ آقا کریم ﷺ میرے دُرود و سلام کو بھی سنتے اور جانتے ہیں... اور میرا انداز بھی آپ ﷺ سے پوشیدہ نہیں ہے۔

iv. مدینہ منوّرہ میں حاضری کی سعادت ملے تو اہتمام کے ساتھ آدابِ بارگاہ سیکھ کر جائے اور وہاں ایک ایک لمحہ ادب کا پیکر بن کر سعادتیں سمیٹے۔

2) محبت کی چاشنی بڑھانے کے لیے سیرتِ مصطفیٰ کریم ﷺ کا مطالعہ کرنا چاہیے، آپ ﷺ کے حُسن و جمال کے بارے میں جان کر اُس کا تصوّر دل میں نقش کرنا چاہیے اور یہ خوشبو دوسروں تک بھی پھیلانی چاہیے۔

اگر اِس ماہِ مبارک میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے سکھائے ہوئے سلیقہ و قرینہ کے مطابق ہمیں محبتِ رسولِ کریم ﷺ کی دولت میں اِضافہ نصیب ہوا تو سمجھ لیجیے کہ ہمیں جشنِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا حقیقی حُسن نصیب ہوا ہے، وگرنہ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

شرعی مسئلہ: سرکارِ دوعالَم ﷺ کی نعت پڑھنا ربّ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور یہ محبتِ رسولِ کریم ﷺ کی نشانی ہے، تاہم نعت کے دوران بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے نامِ نامی کا تلفّظ بگاڑ کر اُسے بطورِ موسیقی پڑھتے ہیں، ایسا کرنا بے ادبی اور حرام و گناہ ہے۔ یوں ہی بعض نعت خوان دف کے ساتھ نعت پڑھتے ہیں، یہ ممنوع ہے؛ کیونکہ نکاح، ولیمہ اور عید وغیرہ پر دف کی مشروط اجازت ہے، شرائطِ اجازت میں سے یہ بھی ہے کہ دف لہو و لعب کے لیے نہ ہو، نیز اُسے قواعدِ موسیقی پر نہ بجایا جائے، بس بے سُری آواز ہو؛ لہٰذا مروّجہ طریقے سے دف کے ساتھ نعت خوانی ممنوع ہے۔ اِس طرح پڑھی گئی نعتوں کو سننا بھی جائز نہیں۔[1]

اللہ تعالیٰ میلادِ مصطفیٰ کریم ﷺ کے طفیل تمام اُمّتِ مسلمہ کی پریشانیاں دُور فرمائے، مظلوموں کی مدد فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت و نُصرت سے نوازے اور اسرائیل کو اتحادیوں سمیت تباہ و برباد فرمائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق عطا کرے!

خالقِ کائنات ہمیں اپنے آقا کریم ﷺ کے ساتھ سچی محبت سے وافر حصہ عطا فرمائے!

ربِّ کریم پاکستان کو تمام بحرانوں سے نجات دے، سیلاب سمیت تمام خطرات سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو ملک و قوم کا خیر خواہ بنائے! آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!

---

[1] مزید معلومات کے لیے ملاحظہ کریں "مروّجہ نعت خوانی کی شرعی حیثیت" از مفتی محمد اکمل قادری، دار الإفتاء جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

یہ رسالہ پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1fLVuHcVgUQSJVlmZFjM53WOM67CIG4Ax/view?usp=sharing